حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

( کیسٹ نمبر 78 سائیڈ A    1987 - 11 - 01 )

# اللہ کا شریک ٹھہرانا عقلاً بھی برا ہے۔صرف ''اللہ'' کے نام کی قسم
# کافر والدین اور حسنِ سلوک۔گناہ کے کام میں والدین کی اِطاعت نہیں کرنی
# ''صغیرہ'' گناہ بھی ''کبیرہ'' بن جاتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے ایسی چیزیں جو معیوب ہیں اُن سے بھی منع فرمایا ہے،ایسی چیزیں جو عیب شمار ہوتی ہیں اُن میں بعض تو کبائر بتلائی گئیں جو چیزیں عیب شمار ہوتی ہیں وہ دو قسم کی ہیں : ایک تو وہ کہ جنہیں ہم سمجھ نہیں سکتے وہ اِعتقاد سے متعلق ہیں دِل سے متعلق ہیں وہ بتلائیں اور کچھ وہ ہیں جو اِنسان کی اپنی زندگی میں پیش آتی رہتی ہیں معاملات ہوئے یا اور چیزیں ہوئیں اِس طرح کی۔

تو ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ اَلْکَبَائِرُ کبیرہ گناہ یہ ہیں اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ماننا ،دُوسرے عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ ماں باپ کی نافرمانی کرنا، تیسرے قتل کرنا اور چوتھے اَلْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ [1] جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا۔اور بعض روایتوں میں ایک اور چیز بھی ذکر فرمائی گئی وَشَهَادَۃُ الزُّوْرِ [2] جھوٹی گواہی۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۰ [2] ایضًا رقم الحدیث ۵۱

تو اِن میں ایک چیز یعنی خدا کے ساتھ شریک کرنا یہ ایسی چیز ہے کہ جسے عقلاً بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ کوئی آدمی اِقتدارِ اعلیٰ میں یا جو کام اُس نے کیا ہو اُس میں خوامخواہ دُوسرے کا نام پسند نہیں کرتا، پیدا تو کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور کہا یہ جائے کہ فلاں بت نے پیدا کیا ہے تو یہ وہ بات ہوئی کہ جسے اِنسان اپنی ظاہری زندگی میں پسند نہیں کرتا کہ کام تو اُس نے اَنجام دیا ہو اور کہا یہ جائے کہ فلاں نے نہیں فلاں نے کیا ہے، یہ بات عقلاً سمجھ میں آتی ہے لیکن حقیقت تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ ایسا نہیں تھا کیونکہ یہ باطنی چیزیں ہیں جن کا نظر سے حس سے تعلق نہیں ہے اِس لیے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے واسطے اَنبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اُنہوں نے یہ تعلیمات دیں۔

## والدین کی نافرمانی، وضاحت :

آگے دُوسری عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ ماں یا باپ کی یا ماں باپ دونوں کی نافرمانی کرنا۔ نافرمانی کا اَلبتہ معیار ضرور ہے کہ کس چیز میں کی جائے کس چیز میں نہ کی جائے ؟ اگر وہ نماز سے روکتے ہیں تو نماز سے تو نہیں رُکے گا کیونکہ اللہ کے حکم کا دَرجہ اُن سے بڑا ہے لیکن جائز کام ہو اُس جائز کام سے وہ روکتے ہوں تو رُکنا نہیں چاہیے۔ نافرمانی کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ اِس قسم کی نافرمانی کہ جس سے اُن کی ناراضگی ہوتی ہو اُنہیں دُکھ پہنچتا ہو مقصد بھی وہی ہے اُس میں اِنسان کی زبان سے لے کر اور باقی حرکات تک سب داخل ہیں قرآنِ پاک میں ہے ﴿ وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ﴾ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اُس کے سوا باقی کسی کی عبادت نہ کرو ﴿ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾ اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک۔ صحابہ کرامؓ میں تو ایسی صورت بھی تھی کہ باپ مسلمان ہو گیا بیٹا نہیں ہوا، بیٹا مسلمان ہو گیا باپ نہیں ہوا، بیوی نہیں ہوئی، خود مسلمان ہو گیا اور کوئی بھی نہیں ہوا مسلمان، یہ مثالیں ملیں گی۔

حضرت اَبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بالکل شروع سے اِسلام پر چلے آرہے ہیں اور ایک بیٹا عبدالرحمٰن جو ہیں وہ دیر میں مسلمان ہوئے بلکہ ہجرت بھی کر آئے ہیں تو مسلمان ہوئے ہیں اور بدر کی جو لڑائی ہوئی ہے غزوہ ہوا ہے اُس میں عبدالرحمٰن اہلِ مکہ کی طرف سے آئے ہیں تو ایسے بھی ہوا ہے۔

## کافر ماں باپ کے ساتھ رویّہ :

اَب جو مسلمان ہو گئے تھے وہ ماں باپ سے تعلق رکھیں نہ رکھیں کیا کریں ؟ بہت بڑا مسئلہ تھا یہ اُن کے لیے اُلجھن تھی اور ایسی خلش ہوتی ہے یہ کہ جو دُور نہیں ہوتی کسی طرح تو آقائے نامدار ﷺ نے اُن کے ساتھ بھی حسنِ سلوک ہی کی تعلیم فرمائی کہ اَچھا سلوک رکھو اُن کے ساتھ، بداَخلاقی نہ کرو بُرا برتاوانہ کرو۔ ماں باپ اَلبتہ اِسلام لانے پر پریشان کیا کرتے تھے یہ مثالیں بہت ہیں۔

## بیٹا مسلمان، باپ کافر :

سہیل تھے جو (قریش کی طرف سے) معاہدہ لکھنے آئے تھے حدیبیہ کے موقع پر اُن کے بیٹے ہیں اَبو جَندل ؓ وہ مسلمان ہو گئے تھے اُن کو اِنہوں نے باندھ کے ڈال رکھا تھا زنجیروں سے بیڑیاں ڈال رکھی تھیں اور وہ کسی نہ کسی طرح اِدھر آ گئے اور آ کے اپنے آپ کو مسلمانوں میں لا کے ڈال دیا کہ دیکھو میں مسلمان ہو گیا ہوں اور وہ جو (اُن کے باپ) سہیل تھے اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن نمائندہ بن کر آئے تھے کفارِ مکہ کی طرف سے صلح لکھنے کے لیے، وہ بالکل اَکڑ گئے اُنہوں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا اِسے آپ میرے حوالے کریں گے، لازماً واپس کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بہت عجیب عجیب جملے اِستعمال فرمائے جیسے خوشامد میں کیے جاتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اِسے مجھے دے دو، اَب ''اِسے مجھے دے دو'' کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ جیسے اپنی اَولاد کو رکھوں گا ویسے ہی اِسے رکھوں گا اور یہ بہت ہی بڑا درجہ ہے۔ اُنہوں نے کہا نہیں، ایک ساتھی تھا اُن کا، کُرز اُس کا نام ہے جب اِتنے کلمات فرمائے آپ نے تو اُس کو خیال آیا وہ کہنے لگا بلکہ ہم نے اِسے آپ کو دے دیا حالانکہ وہ اچھا آدمی تھا بھی نہیں لیکن اُس نے بھی کہا لیں، وہ کہنے لگا سہیل کہ نہیں یہ نہیں ہوسکتا، کسی طرح راضی نہیں ہوا پھر آخر کار اُن کو واپس کرنا پڑا تو باپ مسلمان نہیں ہوا اور بیٹا مسلمان ہو گیا ہے، بڑی تکلیف، ٹکراؤ ہر وقت اور دباؤ اُوپر کا، ایسی مثالیں بہت ہیں۔

## بیٹا مسلمان، ماں کافرہ :

اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے ماں مسلمان نہیں ہوئی، بہت پریشان رہتے تھے اِن کے ذہنوں میں یہ بھی تھا کہ اِس کی نجات ہو جائے کسی طرح، میری ماں ہو باپ ہو اور کافر مریں یہ نہ ہو، دِل میں یہ بھی تھا بہت پریشان رہتے تھے، ایک دفعہ آئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور عرض کیا دُعا کی درخواست کی کہ میری والدہ مسلمان ہو جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے دُعا دے دی وہ گھر گئے ہیں تو والدہ نے کہا کہ ٹھہر کے آنا میں نہا رہی ہوں نہانے کی آواز آئی پانی کی اور جب یہ اَندر داخل ہوئے ہیں تو وہ مسلمان ہو گئیں، اُن کے لیے بہت بڑا مسئلہ تھا یہ کہ ماں باپ دونوں یا ایک اِن میں سے جو صورت بھی ہو نہ مسلمان ہوئے ہوں اور تنگ کرتے ہوں۔

## گناہ کے کام میں ماں باپ کی اِطاعت نہیں کی جائے گی :

اَب وہ کافرانہ رُسوم تو بڑی جاہلانہ چیزیں ہیں وہ اُن پر ڈٹے ہوئے اور نہیں سنتے تو اِس میں جو نافرمانیاں ہوں گی اُن کا کیا حکم ہے ؟ تو اِس میں نافرمانی نافرمانی نہیں شمار ہوگی کیونکہ اللہ کا حکم اُن کے حکم سے بالا ہے اَب آپ کے اِختیار میں اِتنی بات ضرور ہے کہ اُن کے ساتھ تلخی نہ کریں ٹلا دیں غائب ہو جائیں کچھ کریں، اُن کے ساتھ بدسلوکی بدتمیزی پھر بھی نہیں بتائی۔

## بیٹی مسلمان، ماں کافرہ :

حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا اَبو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں یہ عرض کرنے لگیں کہ میری والدہ آرہی ہیں یعنی مدینہ منورہ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اور اُن کی رغبت ہے اَب '' رَاغِبَۃٌ '' کا لفظ ایسا ہے عربی میں کہ دونوں معنی اِس کے ہو سکتے ہیں اِسلام کی طرف رغبت ہے یا اِسلام سے نفرت ہے، دونوں معنٰی ہو سکتے ہیں رَاغِبَۃٌ عَنِ الْاِسْلَامْ اگر ہو تو اُس کے معنی ہوں گے اِسلام سے اُنہیں نفرت ہے اَفَاَصِلُھَا میں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کروں صلہ رحمی کروں ؟ تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ صِلِیْھَا. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامْ ہاں صلہ رحمی کرو اُن کے ساتھ۔ تو یہ

معاملات ہیں جو پیش آتے ہیں گھریلو اور اُس میں اِختلاف ہوتا رہتا ہے نظریات کا بھی اِختلاف ہوجاتا ہے سیاسی بھی ہوجاتا ہے حکومتوں کا ہوجاتا ہے وغیرہ وغیرہ طرح طرح کے لیکن اِن سب کے بارے میں معیار بتایا گیا ہے کہ جہاں حکمِ اِلٰہی ہو وہاں تو اُن کی بات ماننی ضروری نہیں ہے ورنہ اُن کی بات بھی مانو اور اگر ایسی چیز ہے کہ جس میں بات ماننی اُن کی ضروری نہیں ہے تو پھر اُن کے ساتھ بدسلوکی نہ کرو، تلخ کلامی نہ کرو، منہ چڑھا کر نہ بولو، ناک چڑھا کر بات نہ کرو، وغیرہ یہ تاکیدات ہیں۔ اگر کوئی اِس کا خیال نہ کرے عُقُوق یعنی نافرمانی پر اُتر آئے تو یہ بہت بڑی غلطی ہے اور اِس کو کبائر میں شمار کیا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے یعنی بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوگا۔

جس پر وعید ہو وہ کبیرہ گناہ ہوتا ہے :

تو حدیث شریف میں جس کے اُوپر وعید آئی ہو کوئی کہ فلاں کام اگر کرے گا آدمی تو فلاں سزا ملے گی تو وہ کبیرہ ہے یا خود کبائر کا نام لیا اور شمار کرادیا کہ یہ کبیرہ ہے یہ کبیرہ ہے یہ کبیرہ ہے تو یہ کبائر کہلائیں گے۔

اور ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کبائر کی جس سے بہت زیادہ غفلت ہے، ہمارے دَور میں تو بہت ہی غفلت ہے وہ یہ کہ صغیرہ گناہ کرتا ہی رہتا ہے، گناہ چھوٹا سا ہے مگر پابندی سے عادی بن گیا اُس گناہ کا، اِستغفار نہیں کرتا اُس گناہ کو کوئی خاص چیز نہیں سمجھتا تو ایسا گناہ جو چھوٹی سی بات ہو اور خاص چیز نہ سمجھتا ہو اُس کو وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے کیونکہ گناہ کو خاص چیز نہ سمجھنا یہ گناہ ہے اور اِس سے وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے تو صغائر سے بھی اِستغفار کرنا چاہیے اور کبائر سے بھی۔

اِرشاد فرمایا قتلِ نفس کسی کو مار دینا، یمینِ غموس اور یمینِ غموس اُس کو کہتے ہیں کہ آپ جانتے ہوں کہ یہ کام ایسے نہیں ہوا بلکہ دُوسری طرح ہوا ہے اور پھر بھی قسم کھا رہے ہیں کہ ایسے ہوا ہے یہ کہلاتی ہے ''یمینِ غموس'' جان بوجھ کر جھوٹی بات کی قسم کھانا۔

اور ایک وہ قسم ہوتی ہے جو مستقبل کے بارے میں ہو کہ کل کو یوں کروں گا یا پرسوں یوں کروں گا یا سال بعد یوں کروں گا پھر اُس کو اگر توڑ دے تو کفارہ لازم آتا ہے۔

## ''یمینِ غموس'' کیا ہے :

مگر یہ کہ جو جانتا ہے کہ ایسی بات نہیں ہے اور گزری ہوئی بات کے بارے میں قسم کھاتا ہے اور جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ یمینِ غموس ہے'' غَمَسَ '' کے معنی ہیں ڈبونے کے، غَمُوْسٌ کے معنی ڈبونے والی یعنی گناہ میں ڈبونے والی یا خدا کی ناراضگی میں ڈبونے والی یا جہنم کی آگ میں ڈبونے والی، بہرحال ماضی پر جو گزر چکی ہو چیز اُس کے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانی اِس کا نام یمینِ غموس ہے۔ تو جو کافر ہوتے تھے اُن کو تو کوئی پرواہ ہی نہیں ہوتی تھی جس طرح چاہیں قسم کھا لیں جو چاہے قسم لے لیں لیکن مسلمان، مسلمان کو روک دیا گیا۔

## قسم صرف ''اللہ'' کی :

ایک تو یہ کہ ''اللہ'' کے سوا باقی قسم نہ کھاؤ کسی کی بھی، اللہ ہی کی قسم کھائی جا سکتی ہے اللہ کی ذات اِس قابل ہے کہ جس کو قسم کے لیے اِستعمال کیا جائے اور دُوسرے یہ کہ قسم جب یہ کھائے تو غلط نہ ہو ماضی کے بارے میں جھوٹی نہ ہو، مستقبل کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ اُس نے جو قسم کھائی ہے کیا گناہ کے کام کی کھائی ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ ضرور چراؤں گا ضرور ڈاکہ ڈالوں گا، ضرور گالیاں دُوں گا جا کر فلاں آدمی کو تو ایسی قسم جو کھا بیٹھا ہے گناہ کی بات کے لیے اُس قسم کا توڑنا ضروری ہے اور اُس کا کفّارہ دینا چاہیے وہ قسم قائم رکھنے کے قابل نہیں۔

اور ایک ہے یہ کہ جائز کام کے لیے ہے صرف تاکید کے لیے قسم کھا لی ہے اور نہیں کر سکا وہ کام تو اِس صورت میں بھی وہ حانث ہو جائے گا اور اُسے کفارہ دینا پڑے گا یہ کفارہ ہی اِستغفار ہے گویا ایک طرح کا کہ اُس گناہ سے بچاؤ اُس گناہ کا جو غلطی ہوئی اور خدائے پاک کا نام غلط طرح اِستعمال ہو گیا تو اِس صورت میں اُس کا کفارہ رکھ دیا گیا ﴿ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاکِیْنَ ﴾ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ ﴾ اپنے گھر والوں کو جیسا کوئی کھلاتا ہے اَوسطاً ویسا ﴿اَوْکِسْوَتُهُمْ﴾

یا اُن کے کپڑے ﴿ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ﴾ یا غلام آزاد کرنا۔[1] لیکن اگر کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اِن میں سے، اپنے کھانے کو نہیں میسر دس کو کہاں سے کھلائے گا تو ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ جسے نہ میسر آئیں یہ چیزیں وہ تین دِن روزہ رکھے ﴿ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ﴾ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب قسم کھا بیٹھو ﴿وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ ﴾ قسموں کی حفاظت کرو بِلا وجہ نہ کھاؤ قسم۔ تو آدمی اگر سچ ہی بولے تو قسم کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، جھوٹ بولے تو پھر گڑ بڑ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، ایسی چیزوں میں پڑ جاتا ہے لیکن باوجود اِن تمام چیزوں کے کبھی کبار تو قسم کھاتا ہی ہے آدمی تو پھر تمام چیزوں میں خیال رکھے۔

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ شَهَادَةُ الزُّوْرِ جھوٹی گواہی، ''زُور'' کہتے ہیں ہیر پھیر کو تو ہیر پھیر کی بات جو ہے وہ قَوْلَ الزُّوْرُ ہوتی ہے ہیر پھیر کی بات کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہہ کیا رہا ہے، ہیرا پھیری ہیرا پھیری۔ اور یہاں آیا ہے شَهَادَةُ الزُّوْرِ تو اِس کے معنی ہوں گے جھوٹی گواہی تو یہ جھوٹی گواہی جو ہے یہ بھی غلط ہے اور یہ کبائر میں شمار ہے اِنسان اِسے معمولی سمجھتا ہوگا لیکن یہ نہیں ہے، اِس میں حق تلفی ہو جاتی ہے یا اِدھر کی چیز اُدھر یا اُدھر کی چیز اِدھر ایسے ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے گناہوں سے بچائے رکھے اپنی طاعت پر توفیق دے اور ہمیں دین پر چلاتا رہے اور آخرت میں ساتھ نصیب فرمائے رسول اللہ ﷺ کا، آمین۔ اِختتامی دُعا...............

---

[1] اِسلام نے ''غلامی'' ختم کرا کر ''آزادی'' کو رائج کیا۔ (محمود میاں غفرلہٗ)